الیاس میراں پوری

7 ستمبر...... یومِ تحفظ ختم نبوت

جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ، ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔اس کے بغیر ایمان نامکمل اور ادھورا رہ جاتا ہے۔اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے، مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔اپنے تمام کفریہ وسائل، اس مکروہ مقصد کے حصول کے لیے صرف کئے، لیکن ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت ازلی کے خلاف جہاد کیا' جو''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب' حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔اس جنگ میں بے شمار حفاظِ قرآن صحابہ رضوان اللہ علیہم شہید بھی ہوئے۔اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

انیسویں صدی میں انگریز برصغیر کے اقتدار پر مسلط ہوا تو اس نے مسلمانوں کی ملی وحدت کو کمزور کرنے اور انہیں جہاد سے بے گانہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔اس مقصد کے لیے اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو چنا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے فرنگی سامراج کی خواہشات کی تعمیل کرتے ہوئے، سب سے پہلے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ ''اب جہاد کرنے کی قطعی ضرورت نہیں اور حکومت برطانیہ سے تعاون کرو''۔مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو وقفے وقفے سے مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح موعود بتلانا شروع کیا۔اس طرح مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں مرزا نے نبوت کا دعویٰ کردیا۔انگریز نے اس کی مکمل سرپرستی کی اور اپنے ''خود کاشتہ پودے'' کو خوب پروان چڑھایا۔ادھر لدھیانہ کے عظیم مجاہد آزادی، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا مولانا محمد لدھیانویؒ اور اُن کے رفقاء مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ اور مولانا عبداللہ لدھیانویؒ نے ۱۸۸۴ء میں' سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا اعلان کیا۔بعد میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا کا بھرپور علمی محاسبہ کیا اور اس کی نام نہاد نبوت کی دھجیاں بکھیر دیں۔اپنے زمانہ کے امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کو قادیانیت کے عوامی محاسبے کی ہمہ وقتی فکر رہتی تھی۔انہی کے ایماء پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ

بخاریؒ،ظفر الملت مولانا ظفر علی خانؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ،ادیبِ حُریت چودھری افضل حقؒ،ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ اور مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کی باہمی مشاورت سے ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں آیا۔جس کا بنیادی منشورؑ انگریزی اقتدار کا خاتمہ،عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا محاسبہ تھا۔ابھی احرار کو قائم ہوئے چند ہی دن گزرے تھے کہ کشمیر میں آزادی کی تحریک بھڑک اٹھی۔ریاستی جبر وتشدد کے خلاف،کشمیری مسلمانوں کے اس طوفان خیز احتجاج کو ''تحریک'' کی شکل مجلس احرار اسلام نے دی۔قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے انہیں دنوں ،بظاہر کشمیر کے احتجاجی ہنگامے فرو کرنے کے عزم سے، چند سیاسی زعماء پر مشتمل ''کشمیر کمیٹی'' بنائی اور حضرت علامہ اقبالؒ کو اس میں شامل کرلیا۔یہ دراصل کشمیر میں قادیانیت پھیلانے اور کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کی ایک سازش تھی۔احرار رہنماؤں کے متوجہ کرنے سے علامہ اقبالؒ کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہوگئے اور تحریک کشمیر کو ''ہائی جیک'' کرنے کی قادیانی سازش بری طرح ناکام ہوئی۔قادیانیوں کے تعاقب ومحاسبہ کے سلسلے میں مجلس احرار کی تحریکی مساعی کا یہ ایک اہم سنگ میل ہے۔پھر مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء میں قادیان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک عظیم الشان ''احرار تبلیغ کانفرنس'' منعقد کی،جس میں قریباً دو لاکھ سے زائد مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ہندوستان کے معروف علماء خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہؒ،مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔قادیان میں مدرسہ ومسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔میاں محمد رفیق اور میاں قمر الدین رحمہم اللہ (رئیسان اچھرہ،لاہور) دونوں بزرگ ''احرار ختم نبوت وقف قادیان'' کے سرپرست بنے۔احرار رہنماؤں کے اس جرأت مندانہ اقدام سے ہندوستان بھر میں ختم نبوت کے حوالے سے عوامی بیداری کی ایک زبردست لہر پیدا ہوئی۔قادیانی نبوت کی جھوٹی اور شکستہ عمارت دھڑام سے زمین پر گرتی محسوس ہوئی۔احرار کے اس مقدس جہاد میں ہر مسلک کے علماء کرام اور ہر طبقہ فکر کے زعماء نے مجلس احرار اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کرکے خود کو خالص دینی،تبلیغی،اصلاحی اور سماجی خدمات کے لیے وقف کردیا۔جب پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی چودھری ظفر اللہ خان کو بنایا گیا تو اس نے اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے،قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کیا،ان کے لیے مراعات اور تحفظات کے انبار لگادیئے۔ملک کی انتظامی مشینری میں قادیانی اثر ونفوذ میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔غیر ممالک میں پاکستانی سفارت خانے قادیانیت کے اشاعتی مراکز بن گئے۔۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ قادیانی کو ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے پورے ملک میں تحریک چلائی گئی۔تحریک میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ،تمام اکابرِ احرار اور ان کے رفقاء حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ،حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ اور مولانا مظہر علی اظہرؒ سمیت تمام دینی

اکابر کی عملی رفاقت حاصل رہی۔حکومت نے اس وقت کے گورنر جنرل ناظم الدین کی ہدایت پر ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کے تمام مرکزی اور مقامی قائدین کو جیل میں ڈال دیا اور لاکھوں کارکنوں پر وحشیانہ تشدد کی انتہاء کردی۔مولانا عبدالستار نیازیؒ اور مولانا مودودیؒ کو سزائے موت سنائی گئی جبکہ جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ تمام تر حکومتی کوششوں کے باوجود گرفتار نہ ہوسکے اور پس پردہ رہ کر تحریک کو زندہ رکھا۔ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ سمیت ہر حق گو رہنماء کو عشق رسول ﷺ کی پاداش میں جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ وقت کے چنگیز جنرل اعظم خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، سینکڑوں مجاہدین نے اپنے خون سے تحریک تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی۔ ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی ،لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا کہ ''میں نے اس تحریک کی صورت میں ،ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے ،وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا۔''

۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام دشمن اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ،انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔جس نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے مہمیز کا کام دیا۔آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر،ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ:

> ''صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسر اقتدار کفر والحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کرلیا ہے۔''

۲۲رفروری ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ' شمالی علاقہ جات میں سیر وتفریح کی غرض سے ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچی تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر والحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔قادیانیوں نے اپنے ذرائع سے طلبہ کی واپسی کا وقت اور دن معلوم کر کے طلبہ سے نمٹنے کا منصوبہ بنایا۔جب طلبہ واپس پہنچے۔تو قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے طلبہ کے ڈبے پر نشان لگا دیا۔قادیانیوں نے ڈبے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے بے لگام قادیانی ہجوم کو دیکھتے ہوئے طلبہ نے کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے۔ہجوم، کھڑکیاں اور دروازے توڑ کر ڈبے میں داخل ہو گیا۔تمام طلبہ کو ڈبے میں گھسیٹتے ہوئے باہر لائے،ان پر اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔گاڑی کا سگنل ہو چکا تھا۔لیکن سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گاڑی کو روکے

رکھا گیا۔ جب قادیانیوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ،تب گاڑی روانہ ہوئی ۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

قادیانیوں کی اس بہیمیّت پر پورا ملک خصوصاً فیصل آباد سراپا احتجاج بن گیا۔ زخمی طلبہ کی مرہم پٹی کی گئی ، وہی تحریک جو برسوں پہلے ریاستی تشدد سے بظاہر دب گئی تھی ،ایک بار پھر سر اٹھانے لگی ۔ پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں ،جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب امڈ آیا۔ حکمرانوں نے حسب معمول اس واقعہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔ قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ ’’ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام ملک کے علماء متفق ہیں کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے سات دن منصوبہ بندی کی مگر حکومت نے کوئی نوٹس نہیں لیا‘‘ ۔ قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے اور صورت حال کو بھانپتے ہوئے ، ملک کے تمام اکابر علماء وقائدین متفق ہوگئے ۔ ۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ ،مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، آغا شورش کاشمیریؒ اور نوابزادہ نصر اللہ خان وغیرھم ایسی نمائندہ دینی وقومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جارہی تھی ۔ ۹ رجون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ ۱۷ جون فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس احرار اسلام ،مجلس تحفظ ختم نبوت ، جمعیت علماء پاکستان ، جمعیت علماء اسلام ،حزب الاحناف ،مرکزی جمعیت اہل حدیث ، جماعتِ اسلامی ،مسلم لیگ ، جمہوری وطن پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی ۔ چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے ۔ بالآخر سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہوگیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ ،مولانا مفتی محمودؒ، سید ابوذر بخاریؒ ، علامہ محمود احمد رضویؒ ،مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ ایسے ایسے علاقوں میں گئے ، جہاں لوگ قادیانیت کے نام سے بھی واقف نہیں تھے ۔ قائدین تحریک کے اس اقدام سے قادیانی بوکھلا گئے ۔ اسی دوران قادیانیوں نے اسلحہ کی نمائش اور تشدد کے ذریعہ سے کئی مقامات پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی کوششیں کیں ۔ بھٹو حکومت